فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): کیا زمین پر ہر وقت امام کا ہونا ضروری ہے؟

(جواب): زمین پر ہر وقت امام کا ہونا ضروری نہیں۔

❁ سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَاللّٰهُ خَلِيفَتِي عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ .

''اللہ تعالیٰ میری طرف سے ہر مسلمان کا نگہبان ومحافظ ہوگا۔''

(صحیح مسلم : 2937)

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

اَللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى وَلِيُّ كُلِّ مُسْلِمٍ وَحَافِظُهٗ، فَيُعِينُهٗ عَلَيْهِ وَيَدْفَعُ شَرَّهٗ، وَهٰذَا دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الْمُؤْمِنَ الْمُوقِنَ لَا يَزَالُ مَنْصُورًا، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهٗ نَبِيٌّ، وَلَا إِمَامٌ، فَفِيهِ رَدٌّ عَلَى الْإِمَامِيَّةِ مِنَ الشِّيعَةِ .

''اللہ ہر مسلمان کا دوست اور محافظ ہے، اس کی مدد کرتا ہے اور اس سے مصائب کو دور کرتا ہے۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ ایک پکے مؤمن کی ہمیشہ نصرت کی جاتی ہے، اگرچہ اس کے ساتھ کوئی نبی یا امام نہ ہو، لہٰذا اس میں امامیہ شیعہ کا رد ہے۔''

(مِرقاة المَفاتيح : 3457/8)

سوال: جو نظر بد کو حق نہ مانے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: نظر بد کی حقیقت ہے۔ جو اس کی حقیقت کا انکار کرے، وہ بدعتی ہے اور منہج اہل سنت سے منحرف ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْعَيْنُ حَقٌّ. ''نظر کی حقیقت ہے۔''

(صحيح البخاري : 5740، صحيح مسلم : 2187)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

قَالَ الْإِمَامُ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْمَازِرِيُّ : أَخَذَ جَمَاهِيرُ الْعُلَمَاءِ بِظَاهِرِ هٰذَا الْحَدِيثِ وَقَالُوا : الْعَيْنُ حَقٌّ وَأَنْكَرَهُ طَوَائِفُ مِنَ الْمُبْتَدِعَةِ وَالدَّلِيلُ عَلٰى فَسَادِ قَوْلِهِمْ أَنَّ كُلَّ مَعْنًى لَيْسَ مُخَالِفًا فِي نَفْسِهٖ وَلَا يُؤَدِّي إِلٰى قَلْبِ حَقِيقَةٍ وَلَا إِفْسَادِ دَلِيلٍ فَإِنَّهٗ مِنْ مُجَوِّزَاتِ الْعُقُولِ إِذَا أَخْبَرَ الشَّرْعُ بِوُقُوعِهٖ وَجَبَ اعْتِقَادُهٗ وَلَا يَجُوزُ تَكْذِيبُهٗ.

''امام ابو عبد اللہ مازری رحمہ اللہ کہتے ہیں: جمہور اہل علم نے اس حدیث کے ظاہر کو اختیار کرتے ہوئے کہا ہے کہ نظر کی حقیقت ہے۔ جبکہ اہل بدعت کے کئی گروہوں نے اس کا انکار کیا ہے۔ اِن کے مؤقف کے بطلان پر دلیل یہ ہے کہ ہر معنوی چیز، جو بذات خود مخالف نہ ہو، کسی حقیقت کو بدلنے یا کسی دلیل کے بطلان کا باعث نہ بنے، تو عقلی طور پر اس کا ہونا جائز ہے۔ جب شارع

نے اس کے وقوع کی خبر دی ہے، تو اسے ماننا واجب ہے، جھٹلانا جائز نہیں۔''

(شرح مسلم: 171/14)

❀ علامہ ابو العباس قرطبی رحمہ اللہ (۶۵۶ھ) فرماتے ہیں:

''فرمان نبوی: ''نظر حق ہے۔'' کا معنی ہے کہ ثابت اور موجود ہے، جس میں کوئی شک نہیں۔ یہ علمائے امت کا مؤقف ہے اور اہل سنت کا مذہب ہے۔ اہل بدعت کے کئی گروہوں نے اس کا انکار کیا ہے۔ اِن کا رد کئی صریح صحیح احادیث سے کیا گیا ہے، نیز مشاہدہ بھی ان کے خلاف دلیل ہے۔ کتنے لوگ ہیں کہ جو نظر بد لگنے کی وجہ سے قبر میں داخل ہو چکے ہیں، کتنے ہی عمدہ اُونٹ نظر بد کی وجہ سے (ذبح ہو کر) ہنڈیا میں پک چکے ہیں۔ مگر یہ سب اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا هُم بِضَارِّينَ بِهِ مِن أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر وہ (جادوگر) کسی کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔'' شریعت اور عقل کے دشمن کی طرف کوئی التفات نہیں کیا جائے گا، وہ نظر کو جھٹلانے کے لیے ایسے ''ناممکن'' کو سہارا بناتا ہے، جس کی کوئی اصل نہیں، جبکہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ پتھروں کی خاصیت ہوتی ہے، اسی طرح جادو اور حیوانات کے زہر کا اثر بھی ہوتا ہے کہ جو قابل تعجب ہے، لیکن محقق بات یہ ہے کہ ان تمام اسباب کے پیچھے مسبب کا عمل ہوتا ہے۔''

(المفهِم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم: 565/5)

سوال: حدیث: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا سے کیا مراد ہے؟

(جواب): سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا .

''قیامت قائم نہ ہوگی، جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے۔''

(صحیح البخاري : 4635، صحیح مسلم : 157)

✿ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

وَقَعَ تَفْسِيرُهُ فِي الْحَدِيثِ، وَهُوَ عَلٰى ظَاهِرِهٖ عِنْدَ أَهْلِ الْفِقْهِ وَالْحَدِيثِ وَالْمُتَكَلِّمِينَ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ، خِلَافًا لِمَنْ تَأَوَّلَهٗ مِنَ الْمُبْتَدِعَةِ وَالْبَاطِنِيَّةِ، وَهُوَ أَحَدُ الْأَشْرَاطِ الْمُنْتَظَرَةِ .

''اس کی تفسیر حدیث میں آ گئی ہے، تمام فقہا، محدثین اور اہل سنت متکلمین کے ہاں یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے، اس کے برعکس اہل بدعت اور باطنیہ اس کی تاویل کرتے ہیں۔ یہ قیامت کی ایک نشانی ہے۔''

(إكمال المعلِم بفوائد مسلم :1/475)

(سوال): کیا فارم میں پالے گئے مویشیوں پر زکوۃ ہے؟

(جواب): زکوۃ صرف ان مویشیوں پر ہے، جو کھیتوں میں چرتے ہیں۔ فارم ہاؤس میں رکھے گئے مویشیوں پر زکوۃ نہیں۔

(سوال): استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): استطاعت کے باوجود حج نہ کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

✿ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ أَطَاقَ الْحَجَّ فَلَمْ يَحُجَّ، فَسَوَاءٌ عَلَيْهِ يَهُودِيًّا مَاتَ أَوْ نَصْرَانِيًّا .

''جو حج کرنے کی (مالی وجسمانی) طاقت رکھتا ہو، مگر حج نہ کرے، تو وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر، اس کے لیے برابر ہے۔''

(حلية الأولياء لأبي نُعَيم : 252/9، الدّرّ المنثور للسّيوطي : 275/2، صحيحٌ)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۲/۸۵) اور حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (التلخيص الحبير :۲/۴۸۸) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

(سوال): کیا حق مہر کے بغیر نکاح ہو سکتا ہے؟

(جواب): نکاح میں حق مہر واجب ہے۔ اس کے بغیر نکاح نہیں۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً﴾(النّساء : ٤)

''عورتوں کو ان کے مہر بخوشی ادا کرو۔''

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

هٰذِهِ الْآيَةُ تَدُلُّ عَلٰى وُجُوبِ الصَّدَاقِ لِلْمَرْأَةِ، وَهُوَ مُجْمَعٌ عَلَيْهِ وَلَا خِلَافَ فِيهِ .

''یہ آیت دلیل ہے کہ عورت کو مہر دینا واجب ہے۔ یہ اجماعی و اتفاقی مسئلہ ہے، اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(تفسير القرطبي : 24/5)

(سوال): جو یہود و نصاریٰ کو کافر نہ سمجھے، اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): یہود و نصاریٰ کفار ہیں، انہیں کافر نہ سمجھنے والا بھی کافر ہے۔

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

هُمْ كُفَّارٌ بِلَا خِلَافٍ مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْأُمَّةِ وَمَنْ أَنْكَرَ كُفْرَهُمْ فَلَا خِلَافَ مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْأُمَّةِ فِي كُفْرِهِ وَخُرُوجِهِ عَنِ الْإِسْلَامِ .

''یہود ونصاریٰ کفار ہیں، اس بارے میں امت کے کسی فردِ بشر کا کوئی اختلاف نہیں اور جو ان کے کفر کا انکار کرے، تو اس کے کافر اور ملت اسلامیہ سے خارج ہونے کے بارے میں بھی امت کے کسی فرد کا اختلاف نہیں۔''

(الفِصل في المِلَل والأهواء والنِّحل : 3/111)

سوال: کس اجتہاد پر اجر ملتا ہے؟

جواب: سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ، وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ .

''جب قاضی فیصلہ میں اجتہاد کرے اور درست فیصلہ کرے، تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور اگر اجتہاد کرے، مگر غلط فیصلہ کر دے، تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔''

(صحيح البخاري : 7352، صحيح مسلم : 1716)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ الْعُلَمَاءُ : أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى أَنَّ هٰذَا الْحَدِيثَ فِي حَاكِمٍ عَالِمٍ أَهْلٍ لِلْحُكْمِ فَإِنْ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ أَجْرٌ بِاجْتِهَادِهِ وَأَجْرٌ بِإِصَابَتِهِ وَإِنْ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ بِاجْتِهَادِهِ ...... قَالُوا : فَأَمَّا مَنْ لَيْسَ بِأَهْلٍ لِلْحُكْمِ فَلَا يَحِلُّ لَهُ الْحُكْمُ فَإِنْ

حَكَمَ فَلَا أَجْرَ لَهُ بَلْ هُوَ آثِمٌ وَلَا يَنْفُذُ حُكْمُهُ سَوَاءٌ وَافَقَ الْحَقَّ أَمْ لَا لِأَنَّ إِصَابَتَهُ اتِّفَاقُهُ لَيْسَتْ صَادِرَةً عَنْ أَصْلٍ شَرْعِيٍّ فَهُوَ عَاصٍ فِي جَمِيعِ أَحْكَامِهِ سَوَاءٌ وَافَقَ الصَّوَابَ أَمْ لَا وَهِيَ مَرْدُودَةٌ كُلُّهَا .

''اہل علم نے کہا ہے: مسلمانوں کا اجماع ہے کہ یہ حدیث اس قاضی کے بارے میں ہے، جو عالم ہو اور فیصلہ کرنے کا اہل ہو، ایسا قاضی اگر درست فیصلہ کرے، تو اس کے لیے دو اجر ہیں، ایک اجر اجتہاد کا اور ایک درست فیصلے کا۔ اور اگر غلط فیصلہ کرے، تو اجتہاد والا ایک اجر ملتا ہے۔...... اہل علم کہتے ہیں: جو شخص فیصلہ کا اہل ہی نہ ہو، اس کے لیے فیصلہ کرنا جائز نہیں، لیکن اگر پھر بھی فیصلہ دے، تو اسے کوئی اجر نہیں ملے گا، بلکہ وہ گناہ گار ہوگا، اس کا فیصلہ نافذ نہ ہوگا، چاہے وہ درست فیصلہ کرے یا غلط۔ کیونکہ اس کے فیصلے کا درست ہونا محض اتفاق ہے، یہ فیصلہ شرعی اُصول سے صادر نہیں ہوا، لہٰذا ایسا شخص اپنے تمام فیصلوں میں گناہ گار ہوگا، چاہے وہ درست فیصلہ کرے یا غلط۔ یہ تمام فیصلے رد ہو جائیں گے۔''

(شرح مسلم: 12/13-14)

سوال: مجبوری کی حالت میں کلمہ کفر کہہ دیا، تو اُس کی مسلمان بیوی اس پر حلال رہے گی؟

جواب: جبر و اکراہ کے ساتھ زبان سے کلمہ کفر ادا کر دیا، دل میں ایمان ہے، تو وہ مسلمان ہے۔ اس کی بیوی حلال ہے۔

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى أَنَّ الْمُشْرِكِينَ لَوْ أَكْرَهُوا رَجُلًا عَلَى الْكُفْرِ بِاللّٰهِ بِلِسَانِهِ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَهُ زَوْجَةٌ حُرَّةٌ مُسْلِمَةٌ أَنَّهَا لَا تَحْرُمُ عَلَيْهِ، وَلَا يَكُونُ مُرْتَدًّا بِذٰلِكَ .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اگر مشرکین کسی (مسلمان) شخص کو زبان سے اللہ کے متعلق کفریہ کلمہ کہنے پر مجبور کر دیں، مگر اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو اور اس کی آزاد مسلمان بیوی ہو، تو وہ اس پر حرام نہ ہوگی، نہ اس سے یہ شخص مرتد ہوگا۔''

(شرح صحيح البخاري : 293/8)

سوال: کیا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو یزید کے حکم سے شہید کیا گیا؟

جواب: علامہ ابو حامد غزالی رحمہ اللہ (۵۰۵ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَجُوزُ أَنْ يُقَالَ : إِنَّهُ قَتَلَهُ أَوْ أَمَرَ بِهِ مَا لَمْ يَثْبُتْ .

''جب تک ثابت نہ ہو جائے، تو یہ کہنا جائز نہیں کہ یزید نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے یا شہید کرنے کا حکم دیا ہے۔''

(إحياء علوم الدِّين : 125/3)

❀ علامہ ابن صلاح رحمہ اللہ (٦٤٣ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ عِنْدَنَا أَنَّهُ أَمَرَ بِقَتْلِهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

''ہمارے نزدیک یہ ثابت نہیں کہ یزید نے حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا حکم دیا ہو۔''

(فتاوى ابن الصلاح : 216/1)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ يَزِيدَ لَمْ يَأْمُرْ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ النَّقْلِ .

”مورخین کا اتفاق ہے کہ یزید نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا حکم نہیں دیا۔“

(مِنهاج السنّة النّبوية : 4/472)

❁ علامہ احمد بن حمزہ رملی رحمہ اللہ (۹۵۷ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَثْبُتْ أَنَّهٗ قَتَلَ الْحُسَيْنَ وَلَا أَمَرَ بِقَتْلِهٖ كَمَا صَرَّحَ بِهٖ جَمَاعَةٌ مِنْهُمْ حُجَّةُ الْإِسْلَامِ الْغَزَالِيُّ .

”یہ ثابت نہیں کہ یزید نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہو یا شہید کرنے کا حکم دیا ہو، جیسا کہ حجۃ الاسلام غزالی رحمہ اللہ سمیت (اہل علم کی) جماعت نے صراحت کی ہے۔“(فتاوى الرّملي : 4/335)

فائدہ:

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَمَّا مَنْ قَتَلَ الْحُسَيْنَ أَوْ أَعَانَ عَلٰى قَتْلِهٖ أَوْ رَضِيَ بِذٰلِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ؛ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا .

”جس نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا یا شہید کرنے والے کی مدد کی یا اس پر راضی ہوا، اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ اس سے فرض و نفل کوئی عبادت قبول نہیں کرے گا۔“

(مَجموع الفتاوىٰ : 4/487)

❁ علامہ ابوعبداللہ علیش مالکی رحمہ اللہ (۱۲۹۹ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا لَعْنُهٗ يَعْنِي قَاتِلَ الْحُسَيْنِ لَا بِالتَّسْمِيَةِ فَمُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

''نام لیے بغیر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے پر لعنت کرنے پر سب کا اتفاق ہے۔''(فتح العلي المالك : 350/2)

(سوال): سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے کیا کہتے ہیں؟

(جواب): سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت برحق ہے۔آپ چوتھی خلیفہ راشد ہیں۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَخِلَافَتُهٗ صَحِيحَةٌ بِالْإِجْمَاعِ وَكَانَ هُوَ الْخَلِيفَةَ فِي وَقْتِهٖ لَا خِلَافَةَ لِغَيْرِهٖ .

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بالاجماع صحیح ہے۔آپ رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں ہی خلیفہ تھے، نہ کہ کسی اور کے عہد خلافت میں۔''

(شرح صحيح مسلم : 149/15)

بعض گمراہ اور باطنیہ کا یہ کہنا کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سیاسی اور انتظامی خلیفہ تھے اور اس وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ حقیقی و روحانی خلیفہ تھے، بالکل باطل اور بے دلیل ہے، یہ اصل میں تشیع و رفض ہے، اہل سنت و اہل حق کے ہاں اس کا تصور بھی جائز نہیں۔

(سوال): سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے قاتل عبد الرحمٰن بن ملجم خارجی کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

(جواب): عبد الرحمٰن بن ملجم خارجی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔اس کے اس جرم پر اسلاف امت نے مذمت کی، اسے فاسق اور اللہ کا دشمن قرار دیا۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''خارجی مفتر'' کہا ہے۔

(تاريخ الإسلام : 373/2)

❁ علامہ سبکی رحمہ اللہ (۷۵۶ھ) نے ''فاسق'' قرار دیا ہے۔

(فتاوى السّبكي : 557/2)

۞ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

ابْنُ مُلْجَمٍ عَدُوُّ اللّٰهِ الْفَاسِقُ .

''ابن ملجم اللہ کا دشمن اور فاسق ہے۔''

(البداية والنّهاية :111/11)

۞ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (۷۹۰ھ) فرماتے ہیں:

مَنِ اتَّفَقَ السَّلَفُ الصَّالِحُ عَلٰى ذَمِّهٖ كَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُلْجِمٍ قَاتِلِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

''جس کی مذمت پر سلف صالحین کا اتفاق ہے، جیسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والا عبدالرحمٰن بن ملجم۔''(الاعتصام : 741/2)

فائدہ:

۞ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) اور علامہ ابن الجزری رحمہ اللہ (۸۳۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى أَنَّهٗ قُتِلَ شَهِيدًا يَوْمَ قُتِلَ .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو جس دن قتل کیا گیا، آپ رضی اللہ عنہ شہادت پر فائز ہوئے۔''

(معرفة القُرّاء الكِبار، ص 12، غاية النّهاية في طبقات القُرّاء :546/1)

سوال: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے میت کا لفظ بولا جا سکتا ہے؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے میت کا لفظ بولا جا سکتا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ﴾(الزُّمر : ٣٠)

''(نبی!) آپ کو موت آنے والی ہے اور اُن کو بھی موت آنے والی ہے۔''

❁ وفات نبی ﷺ کے موقع پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا:

إِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ .

''بلاشبہ محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں۔''

(صحيح البخاري : 124)

❁ علامہ احمد قسطلانی رحمہ اللہ (٩٢٣ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى إِطْلَاقِ ذٰلِكَ .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ (نبی کریم ﷺ کے لیے) موت کا لفظ بولا جاسکتا ہے۔''

(المَواهب اللّدّنية : 393/2)

سوال: موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب تورات کے منکر کا کیا حکم ہے؟

جواب: کسی بھی آسمانی کتاب کا منکر کافر ہے۔

❁ علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ (٥٤٤ھ) فرماتے ہیں:

إِنْ جَحَدَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَكُتُبَ اللّٰهِ الْمُنَزَّلَةَ أَوْ كَفَرَ بِهَا، أَوْ لَعَنَهَا، أَوْ سَبَّهَا، أَوِ اسْتَخَفَّ بِهَا فَهُوَ كَافِرٌ .

''جو شخص تورات، انجیل اور دیگر آسمانی کتب کو جھٹلائے یا ان کے ساتھ کفر کرے یا ان پر لعنت کرے یا انہیں برا بھلا کہے یا ان کا استخفاف کرے، تو وہ کافر ہے۔''

(الشِّفا بتعريف حقوق المصطفٰی : 647/2)

❀ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) فرماتے ہیں:

مَنِ اسْتَخَفَّ بِالْمُصْحَفِ أَوِ التَّوْرَاةِ أَوِ الْإِنْجِيلِ أَوِ الزُّبُورِ كَفَرَ .

''جس نے مصحف قرآنی یا تورات یا انجیل یا زبور کا استخفاف کیا، وہ کافر ہے۔''

(الإعلام بقَواطع الإسلام، ص 203)

سوال: کیا اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت میں داخل ہے؟

جواب: جی ہاں۔

❀ علامہ مقریزی رحمہ اللہ (۸۴۵ھ) فرماتے ہیں:

إِجْمَاعُ الْمُسْلِمِينَ عَلٰى دُخُولِ أَوْلَادِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِي ذُرِّيَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت میں داخل ہے۔''

(إمتاع الأسماع : 6/6)

سوال: نماز جمعہ کی کتنی رکعتیں ہیں؟

جواب: صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نماز جمعہ کی دو رکعتیں ہیں۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى كَوْنِهَا رَكْعَتَيْنِ يُجْهَرُ فِيهِمَا .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جمعہ کی دو رکعات ہیں اور ان میں اونچی قرأت ہے۔''

(خلاصة الأحكام : 809/2)

سوال: جس دعوت میں غیر شرعی اُمور ہوں، اسے قبول کرنا کیسا ہے؟

جواب: جس دعوت میں غیر شرعی اُمور کا ارتکاب کیا جائے، اسے قبول کرنا جائز نہیں۔

❁ سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا، أَضَافَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فَقَالَتْ فَاطِمَةُ : لَوْ دَعَوْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ مَعَنَا فَدَعُوهُ فَجَاءَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰى عِضَادَتَيِ الْبَابِ فَرَأَى الْقِرَامَ قَدْ ضُرِبَ بِهٖ فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ فَرَجَعَ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ لِعَلِيٍّ : الْحَقْهُ فَانْظُرْ مَا رَجَعَهُ فَتَبِعْتُهُ فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا رَدَّكَ فَقَالَ : إِنَّهُ لَيْسَ لِي أَوْ لِنَبِيٍّ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتًا مُزَوَّقًا .

''ایک آدمی نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی دعوت کی اور ان کے لیے کھانا تیار کیا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بلا لیں اور آپ ہمارے ساتھ کھانا تناول فرما لیں! پس انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مدعو کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے اپنا ہاتھ چوکھٹ کے بازوں پر رکھا، دیکھا کہ گھر کے ایک کونے میں نقش ونگار والا کپڑا لٹکا ہوا ہے، آپ واپس لوٹ آئے، فاطمہ رضی اللہ عنہا نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا: جایئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملئے کہ کیوں واپس جا رہے ہیں؟ میں (علی رضی اللہ عنہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے گیا اور عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ واپس کیوں لوٹ آئے؟ فرمایا: میرے یا (فرمایا کہ) کسی نبی کے شایانِ شان نہیں کہ وہ کسی آرائش وزیبائش والے گھر میں داخل ہو۔''

(سنن أبي داود : 3755، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (٦٣٥٤) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (٢٧٥٨) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ علامہ خطابی رحمہ اللہ (٣٨٨ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ مَنْ دُعِيَ إِلٰى مُدْعَاةٍ يَحْضُرُهَا الْمَلَاهِي وَالْمُنْكَرُ فَإِنَّ الْوَاجِبَ عَلَيْهِ أَنْ لَّا يُجِيبَ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ جسے ایسی دعوت میں بلایا جائے، جس میں گانے باجے یا غیر شرعی اُمور ہوں، تو اس پر واجب ہے کہ ایسی دعوت قبول نہ کرے۔''

(مَعالم السّنن : 241/4)

سوال: اگر قرآن یاد نہ ہو، تو نماز میں ترجمہ قرآن پڑھا جا سکتا ہے؟

جواب: قرآن یاد نہ ہو، تو نماز میں کسی بھی زبان میں ترجمۂ قرآن پڑھنا جائز نہیں، کیونکہ ترجمہ، قرآن نہیں۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

تَرْجَمَةُ الْقُرْآنِ لَيْسَتْ قُرْآنًا بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ قرآن کا ترجمہ، قرآن نہیں ہے۔''

(المَجموع شرح المُهَذَّب : 380/3)

❁ علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ (١٣٢٩ھ) نقل کرتے ہیں:

إِنْ قُلْتَ إِنْ كَانَتْ التَّرْجَمَةُ تَجُوزُ فِي الْخُطْبَةِ فَتَجُوزُ قِرَاءَةُ تَرْجَمَةِ الْقُرْآنِ أَيْضًا فِي الصَّلَاةِ فَإِنْ صَلَّى وَاحِدٌ وَقَرَأَ تَرْجَمَةَ سُورَةِ الْفَاتِحَةِ مَثَلًا مَكَانَ الْفَاتِحَةِ صَحَّتْ صَلَاتُهُ

قُلْتُ كَلَّا وَلَا يَجُوزُ ذَلِكَ فِى الصَّلَاةِ قَطُّ وَالْقِيَاسُ عَلَى الْخُطْبَةِ قِيَاسٌ مَعَ الْفَارِقِ لِأَنَّ الْخُطْبَةَ لَيْسَ فِيهَا أَلْفَاظٌ مَخْصُوصَةٌ وَأَذْكَارٌ مُعَيَّنَةٌ بَلْ إِنَّمَا هِىَ التَّذْكِيرُ كَمَا تَقَدَّمَ وَالصَّلَاةُ لَيْسَتْ بِتَذْكِيرٍ بَلْ إِنَّمَا هِىَ ذِكْرٌ وَبَيْنَ التَّذْكِيرِ وَالذِّكْرِ فَرْقٌ عَظِيمٌ وَلَا بُدَّ فِى الصَّلَاةِ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ لِلْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ وَالْمُنْفَرِدِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿فَاقْرَؤُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ فلفظ اقرؤوا صِيغَةُ أَمْرٍ يَدُلُّ عَلَى الْوُجُوبِ وَلَا يُمْتَثَلُ الْأَمْرُ إِلَّا بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ بِالنَّظْمِ الْعَرَبِيِّ كَمَا أنزل علينا ووصل إلينا بالنقل التواتر لِأَنَّ مَنْ يَقْرَأُ تَرْجَمَتَهُ فِى الصَّلَاةِ لَا يُطْلَقُ عَلَيْهِ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ بَلْ هُوَ خَالَفَ الْأَمْرَ الْمَأْمُورَ بِهِ فَكَيْفَ يَجُوزُ قِرَاءَةُ تَرْجَمَةِ الْقُرْآنِ فِى الصَّلَاةِ بَلْ هُوَ مَمْنُوعٌ وَأَمَّا الْخُطْبَةُ فَهِىَ تَذْكِيرٌ فَلَا بُدَّ لِلْخَطِيبِ أَنْ يُفْهِمَ مَعَانِى الْقُرْآنِ بَعْدَ قِرَاءَتِهِ وَيُذَكِّرُ السَّامِعِينَ بلسانهم وإلا فيفوت مقصود الْخُطْبَةِ هَكَذَا قَالَهُ شَيْخُنَا الْعَلَّامَةُ نَذِيرٌ حُسَيْنٌ الْمُحَدِّثُ الدَّهْلَوِىُّ

''اگر کوئی کہے کہ جب خطبہ جمعہ کے اندر ترجمہ بیان کیا جا سکتا ہے، تو نماز میں بھی قرآن کریم کے ترجمہ کی قرأت کی جا سکتی ہے، مثلاً اگر کوئی نماز میں سورت

فاتحہ کی جگہ اس کا ترجمہ پڑھ دے، تو اس کی نماز صحیح ہوگی!! میں کہتا ہوں: ہرگز نہیں، نماز میں ایسا قطعاً درست نہیں۔ اسے خطبہ پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق (باطل قیاس) ہے۔ کیونکہ خطبہ میں کوئی مخصوص الفاظ اور معین اذکار نہیں ہیں، بلکہ یہ واعظ ونصیحت ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ جبکہ نماز واعظ ونصیحت نہیں، بلکہ ذکر ہے۔ وعظ ونصیحت اور ذکر میں بہت فرق ہے۔ نماز میں امام اور مقتدی دونوں کے لیے قرآن کی قرأت ضروری ہے، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاقْرَؤُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ ''قرآن میں سے جتنا میسر ہو، پڑھو۔'' اس آیت میں ﴿فَاقْرَؤُوا﴾ امر کا لفظ ہے، جو وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ اس حکم پر عمل اسی صورت ہوگا، جب قرآن کی عربی نثر کے ساتھ تلاوت کی جائے گی، جیسے نازل ہوا ہے اور جیسے ہم تک تواتر کے ساتھ پہنچا ہے، کیونکہ جو نماز میں قرآن کے ترجمہ کی تلاوت کرتا ہے، اس پر قرأت قرآن کا لفظ نہیں بولا جا سکتا، بلکہ وہ ایک (قرآنی) حکم کی مخالفت کر رہا ہے۔ تو نماز میں قرآن کے ترجمہ کی قرأت کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ بلکہ یہ تو ممنوع ہے۔ جبکہ خطبہ تو واعظ ونصیحت کا نام ہے، لہٰذا خطیب کے لیے ضروری ہے کہ وہ قرآن کی قرأت کے بعد اس کے معانی ومطالب سمجھائے اور سامعین کو ان کی زبان میں واعظ ونصیحت کرے، ورنہ تو خطبہ کا مقصد ہی ختم ہو جائے گا۔ ہمارے شیخ علامہ نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ نے یہی فرمایا ہے۔''

(عَون المعبود : 312/3)

❁ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ (۱۱۳۸ھ) فرماتے ہیں:

لَا يقْرَأُ تَرْجَمَةَ الْقُرْآنِ بِعِبَارَةٍ أُخْرٰى غَيْرَ نَظْمِ الْقُرْآنِ.

''کوئی شخص (نماز میں) قرآنی الفاظ کے علاوہ کسی بھی دوسری عبارت کے ساتھ قرآن کے ترجمہ کی قرأت نہیں کرسکتا۔''

(حاشية السّندي على النّسائي : 143/2، فتح الوَدود شرح أبي داود :500/1)

۲۷، مئی، ۲۰۲۰ء